© rasailojaraid.com

قصۂ غرانیق: عہدِ وسطیٰ کی مسلم فکر کا تنقیدی مطالعہ

غلام شمس الرحمٰن*

محمد شاہد ڈوگر**

عصرِ حاضر میں اسلام کی تعبیرِ نو علمی و فکری حلقوں میں ایک مقبول عام روایت بن کر ابھر رہی ہے۔ اس روایت کے یقیناً بہت اہم علمی اور فکری اثرات سامنے آ رہے ہیں۔ اسلام کی مذہبی، سیاسی اور معاشرتی پہلوؤں کو دورِ جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لئے مسلم مفکرین اپنی اجتہادی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اسلام کی تعبیرِ جدید کرنے کی کوشش میں مصروفِ عمل نظر آتے ہیں۔ اس تعبیرِ جدید کے عمل میں مسلم سکالرز نے قرونِ اولیٰ اور قرونِ وسطیٰ کی علمی روایت کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا اور جس کے نتیجہ میں کئی ایک ثانوی اختلافی امور بھی بنیادی مباحث کا درجہ حاصل کر گئے۔ ان مباحث میں سے ایک ''قصہ غرانیق'' اور اس کی تعبیرِ نو ہے۔

قصہ غرانیق کے متعلق کتب احادیث و تفسیر اور تاریخ کی کتابوں میں روایات پائی جاتی ہیں۔ ان روایات کی بنیاد پر نہ صرف مسلم مفسرین بلکہ مستشرقین نے بھی اسلام، وحی اور بانی اسلام کی شخصیت پر مختلف زاویوں سے تبادلہ خیال کیا ہے۔(۱) ان روایات کا مربوط انداز میں علمی جواب ابھی بھی درکار ہے کہ آخر یہ روایات مسلم محدثین، مفسرین اور مؤرخین نے اپنی کتب میں کیونکر بیان کیں۔ ان کی علمی حیثیت کیا ہے؟ یہ حقیقت ہیں یا افسانہ، ہماری یہ تحقیق انہی سوالات کا مدلل جواب دینے کی ایک کوشش ہے۔

عہدِ اولیٰ و عہدِ وسطیٰ کے علماء کی آراء کا تجزیہ کرنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قصہ غرانیق کا خلاصہ یہاں بیان کر دیا جائے۔ قصہ غرانیق کی روایات کے مطابق نبی کریم ﷺ ایک دن کفار کے ساتھ کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے سامنے سورہ نجم تلاوت کی اور جب آپ مندرجہ ذیل آیت پر پہنچے۔

اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی وَمَنٰوۃَ الثَّالِثَۃَ الْاُخْرٰی (۲)

تم نے کبھی غور کیا لات و عزیٰ کے بارے میں سوچا اور منات کے بارے میں جو تیسری ہے؟

روایت کے مطابق شیطان نے آپ کی زبان سے دو جملے ادا کروادیئے۔ تلك الغرانیق العلی وان

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، پاکستان۔

** سکالر ایم فل، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، پاکستان۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شفاعتهن لترتجى ''یہ (بت) اونچی فضا میں اڑنے والے پرندوں (کی مانند) ہیں اور ان کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے۔'' ان آیات کی تلاوت کے بعد نبی اکرم ﷺ نے سجدہ کیا۔ مشرکین مکہ یہ سب دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور انہوں نے بھی آپ کے ساتھ مل کر سجدہ کیا۔ تاہم جبرئیل امین نے نبی اکرم ﷺ کو بتایا کہ یہ دو جملے وحی نہیں بلکہ شیطان کی طرف سے القا کر دیئے گئے تھے۔ آپ ﷺ یہ سن کر بہت پریشان رہنے لگے۔ کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی خاطر کے لئے سورۂ حج کی یہ آیت اتار دی:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔(۳)

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی مگر جب وہ تلاوت کرتا (تو) ڈال دیتا شیطان اس کی تلاوت میں (کچھ اپنی طرف سے) پھر مٹا دیتا اور اس (وسوسے) کو جو ڈالتا شیطان پھر محکم کر دیتا اللہ اپنی آیتیں اور اللہ خوب جاننے والا ہے بڑا حکمت والا ہے۔(۴)

تاہم اس سلسلے میں امام بزاز کی روایت کردہ حدیث بہت اہمیت رکھتی ہے۔ یہ حدیث سند کے اعتبار سے متصل ہے اور متن کے اعتبار سے زیادہ جامع ہے۔

امام بزازؒ نے بیان کیا کہ ہمیں یہ حدیث بیان کی۔ اپنی سند میں یوسف بن حماد نے اور انہیں امیہ بن خالد نے اور انہیں شعبہ ابو بشر نے اور انہوں نے سعید بن جبیرؓ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ مکہ میں تھے آپ ﷺ نے سورۃ نجم پڑھی جب اس آیت پر پہنچے ''اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى'' ''تو نبی کریم ﷺ کی زبان پر یہ کلمات جاری ہوئے''۔ تلك الغرانيق العلى الشفاعة منهم ترتجى۔ ''یہ مرغان بلند بانگ ہیں، ان کی شفاعت متوقع ہے۔'' حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ مشرکین یہ سن کر خوش ہوئے اور آپ رنجیدہ ہوئے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ''ہم نے آپ سے پہلے جب بھی کوئی نبی یا رسول بھیجا تو اس کے ساتھ یہ ہوا کہ جب اس نے تلاوت کی شیطان اس کی تلاوت میں کچھ القاء کر دیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ شیطان کے القاء کو مٹا دیتا ہے اور اپنی آیات پختہ کر دیتا ہے۔(۵)

یہ قصہ قرون اولیٰ کے تفسیری اور حدیث لٹریچر میں تھوڑی بہت الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ موجود ہے۔ تیسری صدی ہجری/ نویں صدی عیسوی میں علم اصول حدیث اور علم الکلام والعقائد بحیثیت فن معرض وجود میں آئے۔ جس کی بنیاد پر موجود تفسیری روایات اور احادیث کا از سر نو جائزہ لیا گیا۔ قصۂ غرانیق کی تردید انہیں اصولوں کی بنیاد پر شدت سے کی جانے لگی۔ ان روایات کے متن اور سند کا جائزہ علم روایت اور درایت کے اصولوں کے تحت لیا گیا اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان کے اندر پائے جانے والے سقم کی وضاحت کی گئی۔ اسی دور میں علم العقائد کی رو سے ''عصمت انبیاء'' کا نظریہ مربوط انداز میں پیش کیا گیا اور اس کے زیر اثر ''قصہ غرانیق'' کا مطالعہ کیا گیا۔ اس طرح قصہ غرانیق ایک اختلافی مسئلہ کی حیثیت اختیار کر گیا۔ جس بارے میں تاریخ، سیرت اور تفسیر کی کتابوں میں متضاد روایات پائی جاتی ہیں۔ ان روایات کی بنیاد پر قصہ غرانیق کے کئی ایک پہلو ہیں جو بیک وقت حدیث، سیرت اور علم الکلام کے مباحث کو اپنے ضمن میں لئے ہوئے ہے۔ مثلاً عصمت انبیاء کا نظریہ قصہ غرانیق کی وجہ سے چیلنج ہو جاتا ہے۔ اسی طرح قصہ غرانیق کی بنیاد پر انبیاء کرام کے انسانی حیثیت سے غلطی اور گناہ کا ارتکاب کرنا ثابت ہو جاتا ہے۔ جو کم از کم اشاعرہ کے مسلمہ عقائد کے خلاف ہے، ان تمام توجیہات کے باوجود مفسرین، سیرت نگاروں اور تاریخ نویسوں نے اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔ دور جدید میں ان مباحث کو بنیاد بناتے ہوئے مستشرقین نے بھی اس قصہ کا تحقیقی جائزہ لیا اور متعدد سوالات اٹھائے جس کی وجہ سے مسلم علماء اور مغربی مستشرقین کے درمیان مکالمہ وجود میں آیا۔

مسلم علمی حلقوں نے اس قصہ کو دوبارہ سے مطالعہ کرنے، تجزیہ کرنے اور اس سے نتائج نکالنے کی طرف اپنی توجہ مرکوز کی۔ سلمان رشدی اور اس کے ناول کو ناپسندیدہ گردانا گیا۔ بات یہاں تک محدود نہ رہی بلکہ فکری عمل کے نتیجے میں مسلم سکالرز نے قصہ غرانیق کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لیا۔ اس میں بنیادی طور پر دو چیزیں بہت اہم ہیں۔ شیطانی آیات پر مسلم سکالرز کا اس بات پر اتفاق ابھرتا ہوا نظر آتا ہے کہ تاریخی طور پر یہ واقعہ درست نہیں ہے۔ انہوں نے اس واقعہ کی تردید کی اور اس کی اسناد کو بے بنیاد قرار دیا۔ اس کام کیلئے انہوں نے محدثین کے طریقوں کو مدنظر رکھتے ہوئے واقعہ کی اندرونی اور بیرونی پرکھ کے ذریعے تردید کی۔ ساتھ ہی انہوں نے ان مسلم مفسرین کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا جنہوں نے اس واقعہ کے اثبات کے بارے میں لکھا۔ اس واقعہ کو علم الکلام کی مدد سے بھی جانچا گیا اور اس کو عصمت انبیاء کے نظریہ سے متضاد قرار دیا گیا۔ شہاب احمد کے بقول تاریخی لحاظ سے عصمت انبیاء کا نظریہ بنیادی طور پر دوسری صدی ہجری میں جامع انداز میں پیش کیا گیا۔

> ''عصمت انبیاء کا نظریہ شیعہ فرقہ کے اصول کلام سے متاثر ہو کر لیا گیا۔ اس اصول عصمت انبیاء کے مطابق انبیاء کرام معصوم عن الخطاء ہیں۔ ان سے غلطی سرزد نہیں ہوسکتی خاص کر کہ جہاں تک احکام الٰہیہ کا تعلق ہے تو کوئی نبی اس میں غلطی کا ارتکاب نہیں کر سکتا۔ گویا غیر نبی اس مقام پر فائز نہیں ہوسکتا لیکن بعض مقربین الٰہی کو معصوم کی بجائے محفوظ کا لقب دیا گیا۔ فرد کی عصمت کے اوپر تو مسلم علماء متفق نہیں ہیں تاہم یہ نظریہ جماعت کے بارے میں بنایا گیا۔ نتیجتاً جب امت مسلمہ کسی غلطی کے اوپر جمع نہیں ہو سکتے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے غلطی سرزد ہو جائے۔''(٦)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جہاں تک قصہ غرانیق کی روایات کا تعلق ہے تو یہ واضح طور پر مسلمانوں کے وضع کردہ اصول عصمت انبیاء کے منافی ہیں کیونکہ انبیاء معصوم ہوتے ہیں اور بنیادی طور پر وہ ہر قسم کی غلطی سے پاک ہوتے ہیں۔ اگرچہ مسلم علماء میں یہ بحث اپنی جگہ پر ملتی ہے کہ انبیاء کرام کی عصمت گناہ کبیرہ سے ہے یا گناہ صغیرہ، سہو، نسیان، زلات سے بھی بری ہیں۔ تاہم اس بات پر تمام علماء کا اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ وحی الٰہی کے حوالے سے معصوم عن الخطاء ہیں۔ قصہ غرانیق کی روایات میں بنیادی طور پر جو نقطہ نظر ملتا ہے وہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم شیطان کی باتوں میں آ گئے اور انہوں نے وحی الٰہی کے ساتھ شیطانی کلمات کو شامل کر لیا۔ اس تناظر میں یہ دیکھنا ضروری ہے کہ عصمت انبیاء کا نظریہ اسلام کے ابتدائی عہد میں بھی اسی طرح تھا جیسے کہ بعد میں منظر عام پر آیا؟ کیا عصمت انبیاء کا نظریہ تدریجی طور پر مسلمانوں میں نمو پایا یا یہ ان بنیادی عقائد میں سے ہے۔ اگر ہم یہ تسلیم کریں کہ عصمت انبیاء کا نظریہ ابتدا سے ہی مسلم علم العقائد کا حصہ تھا تو پھر مختلف مفسرین اور محدثین سے قصہ غرانیق کی روایات اور ان کی سند پر اعتبار کا کیا مطلب ہے؟

شہاب احمد اس بات پر زور دیتے ہیں کہ نظریہ عصمت کی تدریجاً تشکیل ہوئی، بعدازاں علماء نے قصہ غرانیق کی تردید اصول عصمت کو مدنظر رکھتے ہوئے کی اور علماء کرام نے قصہ غرانیق کو مسترد کرنے کی بنیادی طور پر دو وجوہات بیان کی ہیں۔

۱۔ یہ اصول عصمت کے خلاف ہے کہ نبی ﷺ قرآن کی آیات کے ابلاغ میں غلطی کر گئے۔ اگر ایسا ہو تو پھر قرآن مجید کی تصحیح اور مسلمہ حیثیت مشکوک ہو جاتی ہے۔ لہٰذا یہ واقعہ درست نہیں کیونکہ قرآن کی صحیح روایات پر نہ صرف مسلم امت کا اجماع نظر آتا ہے بلکہ خود قرآن کا دعویٰ بھی اس بات پر شاہد عادل ہے۔

۲۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ قصہ غرانیق کی روایات کو مسترد کیا گیا ہے کیونکہ وہ علم درایت و روایت کے اصولوں پر پورا نہیں اترتیں۔ اسی طرح کی تعبیرات ہمیں مسلم مفکرین کی آراء میں بہت واضح نظر آتی ہیں۔

قرون اولیٰ کی اس فکر کی بازگشت عصر حاضر میں بھی سنائی دیتی ہے۔

بیسویں صدی میں مسلم سکالرز نے اس موضوع پر خاص توجہ کی اور کوشش کی کہ وہ اس مسئلہ پر اتفاق پیدا کر سکیں اور اس سلسلے میں ۳ مئی ۱۹۶۶ء میں قاہرہ میں ایک سیمینار منعقد ہوا جس میں معروف مصری علماء نے قصہ غرانیق کی روایات کا جائزہ لیا اور ایک تفصیلی فیصلہ رقم کیا جس کے مطابق قصہ غرانیق کو عقیدہ عصمت اور ضعف اسناد کی بنیاد پر مردود قرار دیا اور اس سلسلہ میں تمام روایات کو مخالف قرآنی ہونے کے ناطے مسترد کر دیا گیا۔ اور یہ بات واضح طور پر کہی گئی کہ یہ زنادقہ کی تعبیرات ہیں۔ مزید براں یہ بھی قرارداد پیش کی گئی کہ قرون وسطیٰ کی ایسی تمام مطبوعات کو جن میں یہ واقعہ مذکور ہے کو جانچا جائے اور اس واقعہ کو ان کے ایڈیشن میں سے نکال دیا جائے۔ (۷)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۱۔ قرون وسطیٰ میں قصہ غرانیق کے مصادر اور اس کے تائیدی دلائل:

عہد اولیٰ اور عہد وسطیٰ میں مسلم علماء کی ایک کثیر تعداد ایسی رہی ہے جنہوں نے قصہ غرانیق کی روایت کو سند کے اعتبار سے درست مانا اور اس کے ساتھ ساتھ اس قصہ کو عصمت انبیاء سے متضاد نہیں گردانا۔ امام ابن تیمیہؒ (م ۵۱۳ھ/ ۱۱۱۹ء) عصمت انبیاء کے حوالے سے قرون اولیٰ کے علماء کا نقطہ نظر واضح کرتے ہوئے بحث کرتے ہیں کہ انبیاء کرام کو کن امور کے اندر عصمت حاصل ہے۔ وہ صرف وحی کے ابلاغ کے سلسلے میں معصوم ہیں یا دیگر تمام امور میں بھی۔ اس بارے میں علماء امت کا اختلاف ہے اور یہ اختلاف ان کے عقلی ونقلی دلائل میں بھی پایا جاتا ہے۔ عصمت انبیاء صرف گناہ کبیرہ کے حوالے سے یا صغیرہ کے حوالے سے یا عصمت کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء کرام کسی قسم کے گناہ پر اصرار نہیں کرتے۔ امام ابن تیمیہؒ کے نزدیک اکثر قرون اولیٰ کے علماء کرام کی یہی رائے ہے کہ عصمت سے یہ مراد ہے کہ انبیاء کرام کبھی بھی گناہ کے اوپر اصرار نہیں کرتے اور ان کی زندگی میں کوئی ایک بھی ایسی مثال نہیں ملتی جہاں وہ گناہ پر اصرار کرتے ہوئے نظر آئیں۔ (۸) امام ابن تیمیہؒ سے بہت پہلے قاضی ابویعلیٰؒ (م ۴۵۸ھ/ ۱۰۶۶ء) نے اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا تھا۔ وہ لکھتے ہیں: ہمارے پیغمبر ﷺ معصوم ہیں جیسا کہ دیگر انبیاء کرام۔ ان سے امور وحی کے ابلاغ کے حوالے سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہوسکتی۔ تاہم ان سے معمولی قسم کی لغزش اور گناہ صغیرہ کے ارتکاب کا امکان موجود ہے گو کہ وہ کسی بھی قسم کے گناہ پر اصرار نہیں کرسکتے۔ (۹)

قرون وسطیٰ کے ایک اور عالم احمد بن حمدان البغدادیؒ (م ۶۹۵ھ/ ۱۲۹۶ء) لکھتے ہیں کہ نبی کبھی بھی شعوری حالت میں گناہ کا ارتکاب اور اس پر اصرار نہیں کرسکتا اور یہی وہ عصمت ہے جو انبیاء کرام کو حاصل ہے۔ اسی اصول کے تحت تمام امور کو پرکھا جائے گا خواہ وہ وحی سے متعلقہ ہوں یا اس کے علاوہ یا ان کا تعلق قصہ غرانیق سے ہو۔ (۱۰)

اسی طرح ابومظفر منصور بن محمد السمانیؒ (م ۴۸۹ھ) قصہ غرانیق پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس طرح کے امور کا نبی سے سرزد ہونے کا کیا جواز ہے جب کہ نبی کو معصوم تصور کیا جائے۔ اکثر اسلاف یہی کہتے ہیں کہ یہ گناہ کبیرہ ہے اور انبیاء سے گناہ کے ارتکاب کا امکان موجود ہے۔ تاہم وہ گناہ کے سلسلے میں تسلسل نہیں کرتے۔ (۱۱)

معتزلی عالم ابوالقاسم، محمود بن عمر بن محمد الزمخشریؒ (م ۵۳۸ھ) اس نقطہ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شیطان نے اپنی ''امنیہ'' نبی کریم ﷺ کے ذہن میں ڈال دیں اور وہ شیطانی خیالات سبقت لسانی کی وجہ سے غلطی کے ساتھ آپ سے صادر ہو گئے اور آپ نے کہا ''بے شک یہ (بت) مرغانِ بلند پرواز ہیں۔ اور ان کی شفاعت کی امید رکھی جاتی ہے'' درحقیقت آپ کو اس کا احساس ہی نہیں ہوا جو کچھ آپ کی زبان سے سرزد ہوا۔ لیکن جیسے ہی آپ کو معاملہ کی ادراک ہوا آپ نے اس کی تردید کی۔ (۱۲)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اب ہم قرون وسطیٰ کے چند مفسرین کا اختصار سے ذکر کریں گے جنہوں نے قصہ غرانیق کو اپنی تفاسیر میں ذکر کیا اور اس کے متعلق روایات کو درست قرار دیا۔ ان مفسرین میں امام ابوجعفر محمد بن جریر طبریؒ (م ۳۱۰ھ)، امام جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) ، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) اور متاخرین میں سے قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ (م ۱۳۲۷ھ) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس اجمال کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ امام ابوجعفر محمد بن جریر طبریؒ (م ۳۱۰ھ)

ان کی بیان کردہ روایات کو مدنظر رکھ کر بعد کے مفسرین نے اس کی تعبیر و تشریح کی ہے اور انہیں کو بنیاد بناتے ہوئے ان روایات کو اپنی کتب میں جگہ دی۔ مزید برآں مستشرقین کے اعتراضات کے دلائل بھی یہ روایات فراہم کرتی ہیں۔ امام طبریؒ ان چند ایک لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے غرانیق کی روایات کی تائید کی۔ انہوں نے اس واقعہ کو جن مختلف روایات سے بیان کیا ہے ان میں سے ایک مفصل روایت حسب ذیل ہے۔

محمد بن کعب القرظیؒ اور محمد بن قیسؒ دونوں سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ایک دن قریش کی ایک مجلس میں بیٹھے تھے اور وہاں بہت سے آدمی تھے آپ نے یہ تمنا کی اللہ اب کوئی بات ایسی آپ پر نازل نہ فرمائے جس سے وہ لوگ آپ سے متنفر ہوجائیں۔ اس وقت اللہ نے سورۃ النجم نازل فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے اسے قریش کے سامنے پڑھا اور جب اس مقام پر آئے۔ اَفَرَءَ يْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى۔ تو شیطان نے یہ دو دو جملے تلك الغرانيق العلى وان شفاعتهن لترتجى آپ ﷺ کے دل میں القا کئے آپ ﷺ نے ان کو بھی پڑھا۔ پوری سورۃ ختم کر کے آخر میں آپ ﷺ نے سجدہ کیا۔ آپ ﷺ کے ساتھ تمام حاضرین سجدے میں گر پڑے۔ ولید بن مغیرہ چونکہ بوڑھے پن کی وجہ سے سربسجود نہیں ہوسکتا تھا اس نے مٹی اٹھا کر اس پر پیشانی رکھ کر سجدہ کر لیا اور قریش رسول اللہ ﷺ کے ان الفاظ سے بہت خوش ہو گئے اور کہنے لگے ہاں ہم اس بات سے واقف ہیں کہ اللہ ہی زندہ کرتا ہے موت دیتا ہے وہی پیدا کرتا ہے وہی رزق دیتا ہے مگر یہ ہمارے معبود اللہ کی جناب میں ہماری شفاعت کرتے ہیں جب تم نے بھی ان کو اپنے رب کے ساتھ شریک کر لیا تو اب ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ رات کو جبرائیل علیہ السلام آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ سورۃ ان کو سنائی جب آپ ﷺ شیطانی کلموں پر پہنچے تو جبرئیل نے کہا میں نے یہ تو آپ کو نہیں پہنچائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے معنی یہ ہوئے کہ میں نے غلط بات اللہ سے منسوب کی۔ اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات آپ ﷺ پر نازل فرمائیں:

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ۔ وَاِذًا لَّا تَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا۔ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا۔ اِذًا لَّاَ ذَقْنٰكَ ضِعْفَ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا۔(۱۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بہت ہی ملول اور رنجیدہ تھے۔ پھر اللہ نے یہ نازل فرمایا۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔(۱۴)

اس سلسلے میں مہاجرین حبشہ کو جب معلوم ہوا کہ تمام اہل مکہ اسلام لے آئے ہیں وہ اپنے قبائل کو یہ کہہ کر کہ وہ ہمیں جلاوطنی سے زیادہ محبوب ہیں پلٹے مگر یہاں آ کر انہوں نے دیکھا کہ ان شیطانی کلمات کی اللہ کی جانب سے تنسیخ ہوجانے کی وجہ سے اہل مکہ پھر کافر ہو چکے ہیں۔(۱۵)

امام طبریؒ نے سعید بن جبیرؒ، العوفیؒ اور متعدد طرق سے قصہ غرانیق کی روایات نقل کی ہیں۔ ان تمام روایات کے بیان سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام طبریؒ نے قصہ غرانیق کو یقین کے ساتھ بیان کیا ہے جو کہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ یہ روایات طبری کے ہاں درست ہیں اور وہ واقعہ غرانیق کی حیثیت کو مسلم سمجھتے ہیں۔

۲۔حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م۸۵۲ھ)

حافظ ابن حجر عسقلانی ان محدثین میں شامل ہیں جو اس قصہ کی روایت کی تائید کرتے ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے لکھا ہے کہ ان روایات کی تمام اسانید ہر چند کہ ضعف انقطاع اور ارسال سے خالی نہیں لیکن چونکہ یہ روایت متعدد اسانید سے منقول ہے اس لیے اس کی کثرت اسانید سے پتہ چلتا ہے ان کی کوئی نہ کوئی اصل ہے۔(۱۶)

۳۔امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطیؒ (م۹۱۱ھ)

امام جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی تفسیر ''الدر المنثور'' میں ان تمام روایات کو جمع کر دیا ہے جو اس قصے کے متعلق مختلف کتابوں میں بکھری پڑی ہیں۔ امام سیوطی ان چند ایک مفسرین میں شامل ہیں جنہوں نے اس قصے کی روایات کی تائید میں لکھا ہے۔ انہوں نے الدر المنثور میں اس واقعہ کو اٹھارہ مختلف اسناد سے ذکر کیا جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کے ہاں ان اسانید کی بہت اہمیت ہے۔(۱۷) ''الدر المنثور'' تفسیر بالماثور ہے اور ماثوری تفاسیر میں روایت کردہ احادیث درحقیقت مفسر کے نقطۂ نظر کی وضاحت کرتی ہیں۔ ان روایات کا جائزہ لینے کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام سیوطیؒ نے انہی روایات کی بنیاد پر قصہ غرانیق کی سند کو درست سمجھتے ہیں۔ کثرتِ طرق سے ان روایات کا بیان کرنا بھی ان کے مؤقف کی دلیل ہے۔ جس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

۴۔قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ (م۱۳۶۷ھ)

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کہتے ہیں کہ امام بزارؒ نے اس قصہ کو سند متصل کے ساتھ ذکر کیا ہے ورنہ اور کوئی سند

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

متصل نہیں ہے اور اس متصل سند میں امیہ بن خالدؒ راوی بیچ کا حلقہ اتصال ہے اور یہ راوی مشہور ثقہ ہے۔ امام ابن ابی حاتمؒ، امام ابن جریرؒ اور امام ابن المنذرؒ نے صحیح سند سے بروایت سعید بن جبیرؒ مرسلاً بیان کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے کہ سورۂ النجم نازل ہوئی، اور آپ نے لوگوں کے سامنے اس کو پڑھا۔ جب آپ آیت "اَفَرَءَ یْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی وَمَنٰوۃَ الثَّالِثَۃَ الْاُخْرٰی" تک پہنچے تو شیطان نے آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلوا دیئے تلك الغرانيق العلى وان شفاعتهن لترتجى۔ مشرک یہ الفاظ سن کر کہنے لگے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پہلے تو ہمارے معبودوں کا ذکر کبھی بھلائی کے ساتھ نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت پڑھ کر سجدہ کیا اور مشرکوں نے بھی سجدہ کیا، اس پر آیت یہ نازل ہوئی۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔ (۱۸)

قاضی ثناء اللہؒ کی تفسیر سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان کے ہاں قصہ غرانیق کی روایت سند کے اعتبار سے متصل ہے لہٰذا اس کو رد کرنا درست نہیں۔ کثرت طرق سے اس روایت کا وارد ہونا بھی اس واقعہ کی حقیقت کی غمازی کرتا ہے۔ ان علماء کے ہاں قصہ غرانیق حقیقتاً واقع ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیات شیطانی سبقت لسانی کی وجہ سے ادا کیں۔ لیکن جیسے ہی انہیں اس کا شعوری ادراک ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تردید کر دی۔ لہٰذا یہ واقعہ عصمت نبی کے مخالف ومتصادم نہیں ہے۔ مندرجہ بالا مسلم علماء کی آراء کا جائزہ لینے کے بعد ہم یہ آسانی کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ امام طبریؒ، ابن حجر عسقلانیؒ اور امام جلال الدین سیوطیؒ اور ثناء اللہ پانی پتیؒ نے اپنی بیان کردہ روایات کی بنیاد پر قصہ غرانیق کو حقیقت سمجھا۔ انہوں نے سورۃ حج کی آیت نمبر ۵۲ کو بنیاد بنا کر ثابت کرنے کی کوشش کی کہ شیطان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے الفاظ جاری کروائے۔

III۔ قصہ غرانیق اور قرون وسطیٰ کے علماء کے تردیدی دلائل:

قرون وسطیٰ کے علماء نے قصہ غرانیق کی تردید کے لئے علم اصول حدیث اور نظریہ عصمت انبیاء کو بنیاد بنایا ہے۔ قصہ غرانیق کو مسترد کرنے کی یہ دو بنیادی وجوہات قرون وسطیٰ میں مسلم علماء کے زیر بحث اس طرح نہیں رہیں کہ جس طرح اس کے بعد والے دور میں زیر بحث رہیں۔

وہ علماء جنہوں نے قصۂ غرانیق کی تردید کی ان میں قاضی عیاضؒ (م۵۴۴ھ)، امام قرطبیؒ (م۶۷۱ھ)، ابن کثیرؒ (م۷۷۴ھ)، بدرالدین عینیؒ (م۸۸۵ھ) اور متاخرین میں ملاعلی قاریؒ (م۱۰۱۴ھ) شامل ہیں انہوں نے اس واقعہ کو باطل اور بے بنیاد قرار دیا۔ پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ لکھتے ہیں کہ ان مسلم علماء نے سند اور متن کی علیحدہ علیحدہ پرکھ کی اور اس قصہ کے ایک ایک جزو کو دلیل کے ساتھ نقلی اور عقلی طور پر غلط ثابت کیا۔ ان کے مطابق یہ قصہ عصمت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انبیاء کے مسلمہ اصولوں کے متصادم ہے اس لئے کسی طور پر بھی اس قصہ کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ اس واقعہ کو جس طرح روایات میں بیان کیا گیا ہے اگر یہ ایسے ہی پیش آیا ہوتا تو یہ واقعہ مکہ کا ایک تاریخی واقعہ ہوتا اور زبان زد خاص وعام ہوتا۔ متعدد صحابہ کرام اسے بیان کرتے لیکن اس قصے کی روایت کردہ اسناد سے پتہ چلتا ہے کہ یہ واقعہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے علاوہ اور کسی بھی صحابی سے مروی نہیں جبکہ تاریخی طور پر یہ بات ثابت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی عمر ہجرت مدینہ کے وقت صرف تین سال تھی۔ گویا بعد البعثت جب ان روایات کے مطابق یہ واقعہ پیش آیا اس وقت ابھی عبداللہ بن عباسؓ کی ولادت ہی نہیں ہوئی تھی۔ اس لیے یہ بات تو ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ عبداللہ بن عباسؓ اس واقعہ کے عینی شاہد نہ تھے۔ یہ واقعہ گھڑنے والوں کو یہ بھی خیال نہیں آیا کہ وہ یہ غور کر لیں کہ جس سال وہ اس واقعہ کے وقوع پذیر ہونے کو بیان کر رہے ہیں اس سال اس کی صحابی کی ولادت بھی ہو چکی تھی یا نہیں جس کی طرف وہ اس واقعے کو منسوب کر رہے ہیں۔(۱۹)

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ/ ۱۰۶۶ء) جن کا شمار حدیث کے اکابر میں ہوتا ہے وہ لکھتے ہیں:

هذا القصة غير ثابتة من جهة النقل (۲۰)

یہ قصہ از روئے نقل ثابت نہیں ہے''۔

شہاب احمد نے قرون وسطی کے علماء کی آراء کا جائزہ لیا ہے جس کے مطابق مشہور اندلسی عالم قاضی عیاضؒ (م ۵۴۴ھ/ ۱۱۴۹ء) اور مشہور شافعی فقیہی اور مفسر فخر الدین رازیؒ (م ۶۰۶ھ/ ۱۲۱۰ء) نے قصہ غرانیق کی روایات کی تردید میں بنیادی طور پر دلائل دیئے ہیں اور ان کو عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ رد کیا۔ عقلی دلائل میں بنیادی طور پر انہوں نے عصمت انبیاء کا ہی اصول مدنظر رکھا جبکہ نقلی دلائل میں انہوں نے کہا کہ ان واقعات کی اسناد درست نہیں۔(۲۱)

قاضی عیاضؒ نے اپنی مشہور کتاب ''الشفاء بتعريف حقوق مصطفی ﷺ'' میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ماورائی اور مافوق الفطرت اوصاف وعادات کا ذکر کیا۔ مزید برآں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی ذات سے غلطی کا سرزد ہونا محال قرار دیا۔ قاضی عیاضؒ اس بحث میں لکھتے ہیں کہ اس روایت کو مصنفین کتب صحاح میں سے کسی نے نقل نہیں کیا اور نہ ہی یہ سند کسی صحیح اور متصل سے مروی ہے۔ اس روایت کو بعض ان مفسرین اور مورخین نے ذکر کیا ہے جو عجیب وغریب باتوں کو جمع کرنے کے شوق میں ہر قسم کی غلط سلط باتیں بیان کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد قاضی عیاضؒ نے اس روایت کے راویوں کی فنی کمزوریوں کا ذکر کیا ہے۔ پھر بکثرت دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی زبان پر شیطان کا تسلط مشکل ہے اور یہ ممکن نہیں کہ قرآن مجید کو پہنچاتے ہوئے آپ ﷺ کی زبان سے وہ بات نکلے جو اللہ تعالیٰ نے نہ فرمائی ہو۔ اگر ایسا ہوا ہوتا تو مشرکین مسلمانوں کا مذاق اُڑاتے۔ منافقین نبی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کریم ﷺ کی نبوت میں طعنہ زنی کرتے اور کئی ضعیف القلب مسلمان مرتد ہوجاتے۔ قاضی عیاضؒ لکھتے ہیں کہ شیطان نے القاء ضرور کیا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ پر نہیں بلکہ ان بعض غافل محدثین پر القاء کیا ہے جنہوں نے ضعف مسلمانوں کے دین میں خلل ڈالنے کے لئے شیطان سے یہ روایت سنی اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی طرف منسوب کرتے ہوئے مختلف اسانید سے پھیلا دی۔ (۲۲)

امام فخر الدین رازیؒ کے ہاں یہ روایت قرآن وسنت اور عقلی دلائل سے باطل ہے۔ انہوں نے اس روایت کے بطلان پر قرآن مجید کی سات آیات پیش کی ہیں اور سنت سے اس کے بطلان پر دلیل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام محمد بن اسحاق بن خزیمہؒ سے اس قصہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ روایت زندیقوں نے گھڑی ہے۔ امام رازیؒ نے اس روایت کے بطلان پر عقلی دلیلیں قائم کی ہیں۔ ان میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ اگر جائز ہو کہ شیطان نے نبی کریم ﷺ کی زبان سے وہ کلمات کہلوا دے جو قرآن میں سے نہیں ہیں تو یہ شریعت سے بھروسہ اور اعتماد اٹھ جائے گا اور ہر آیت میں یہ احتمال ہوگا کہ شاید یہ غیر قرآن ہو اور یہ بداہتہً باطل ہے۔ (۲۳)

اسی طرح اندلس کے مشہور مالکی مفسر قاضی ابو بکر بن العربی مالکی اندلسیؒ (م ۶۳۶ھ) نے ''احکام القرآن'' میں تین وجوہ کی بنا پر اس روایت کو باطل کیا ہے وہ کہتے ہیں:

پہلی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب نبی کے پاس فرشتہ کو وحی دے کر بھیجتا ہے تو اس میں ایک علم پیدا کرتا ہے جس سے وہ جان لیتا ہے کہ یہ فرشتہ ہے ورنہ نبی کو کیسے یقین ہوگا کہ یہ اللہ کی وحی ہے اس لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ شیطان آ کر کچھ کلمات پڑھے اور آپ کو پتہ نہ چلے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اہل اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کفر وشرک سے پاک رکھا ہے اور جو شخص یہ تصور کرے کہ ایک لمحے کیلئے بھی آپ ﷺ نے کفر کا ارتکاب کیا وہ خود اسلام سے خارج ہو جائے گا اور ظاہر ہے کہ بتوں کی تعریف کرنا اور ان کو شفیع ماننا کفر ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ ہم امت محمدیہ ﷺ کا تلچھٹ ہیں۔ ہم ان کلمات کا کفر ہونا جانتے ہیں تو حضور ﷺ جن کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنی معرفت کرائی ہے کب ان کلمات کے کفر سے غافل ہو سکتے ہیں۔ ان وجوہات کی بنیاد پر قاضی ابن العربیؒ (م ۶۳۶ھ) کے نزدیک یہ تمام روایات باطل ہیں ان کی کوئی اصل نہیں ہے۔ (۲۴)

مالکی فقہ کے ایک اور مفسر اور عالم ابی عبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبیؒ (م ۶۷۱ھ) بھی قاضی ابن العربیؒ کے نقطہ نظر کی تائید کرتے ہیں اور وہ درج ذیل آیت قرآنی سے قصہ غرانیق کے باطل ہونے کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِیْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِیَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ۔ وَاِذًا لَّا تَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا۔ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا۔ (۲۵)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وہ آپ کو ہماری وحی سے لغزش دینے کے قریب تھے تا کہ آپ ہم پر کوئی بات گھڑ دیں اور اس وقت وہ ضرور آپ کو اپنا دوست بنا لیتے اور اگر ہم آپ کو مضبوط نہ رکھتے تو آپ ان کی طرف تھوڑا سا مائل ہو جاتے۔

علامہ قرطبیؒ کہتے ہیں کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اللہ پر افتراء باندھنے سے محفوظ اور معصوم رکھا اور اس روایت میں ہے کہ آپ نے اللہ پر افتراء باندھا اور وہ بات کی جو اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمائی۔ نیز یہ کہ ہے کہ آپ نے کہا میں نے شیطان کی اطاعت کی اور اس کا کلام کہا لہٰذا یہ روایت صراحتاً ان آیات کے خلاف ہے پس یہ روایت اگر سند کے اعتبار سے صحیح بھی وارد ہوتی تو بھی مردود قرار دی جاتی اور جب فی الواقع اس کی سند صحیح نہیں ہے تو یہ کیونکر نہ مردود ہوگی۔ نیز علامہ قرطبی نے لکھا ہے کہ ہم اس روایت سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں اس کی کسی تاویل کی ضرورت نہیں ہے۔(۲۶)

آٹھویں صدی کے مشہور مفسر حافظ الدین ابوالبرکات نسفیؒ (م ۷۱۰ھ) اپنی تفسیر مدارک التنزیل واسرار التاویل میں قصہ غرانیق کی تردید کرتے ہیں اور یہ دلیل دیتے ہیں کہ اگر آپؐ نے یہ کلمات عملاً کہے تو یہ باطل ہے کیونکہ یہ کفر ہے اور اگر شیطان نے بزور آپ کی زبان سے یہ کلمات جاری کرائے تو یہ بھی مشکل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ (۲۷) (اے شیطان) تجھے میرے خاص بندوں پر تسلط نہیں ہو سکتا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم پر بطریق اولی تسلط نہیں ہوگا یا سہواً اور غفلت کی وجہ سے یہ کلمات نبی کریم ﷺ سے نکل گئے یہ بھی باطل ہے کیونکہ وحی پہنچاتے ہوئے اس قسم کی غفلت آپ پر جائز نہیں ہے ورنہ شریعت سے بالکل اعتماد اٹھ جائے گا۔ ارشاد ربانی ہے لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ(۲۸)(قرآن میں) باطل نہ سامنے سے آ سکتا ہے نہ پیچھے سے۔ یعنی غیر قرآن، قرآن میں شامل نہیں ہو سکتا۔ ان دلائل کی بنیاد پر علامہ نسفیؒ نے اس روایت کو باطل قرار دیا ہے۔(۲۹)

آٹھویں صدی کے ایک اور عالم اثیر الدین محمد بن یوسف بن علی بن حیان اندلسیؒ (م ۷۴۵ھ) نے قصہ غرانیق کی شدید انداز میں مذمت کی ہے اور اس سلسلے میں انہوں نے ان تمام علماء کی تردید کی جنہوں نے ان روایات کو درست قرار دیا۔ وہ لکھتے ہیں کہ ابن عطیہؒ، زمخشریؒ اور بعض دوسرے مفسرین نے اس جگہ ایسی چیزیں لکھی ہیں جن کا وقوع عام مسلمانوں سے بھی نہیں ہو سکتا چہ جائے کہ اس کی نسبت نبی معصوم ﷺ کی طرف کی جائے۔ علامہ ابن حیانؒ اپنی کتاب میں اس قصے کو بیان نہیں کیا اور جن لوگوں نے اس کو بیان کیا ہے ان پر تعجب ہے کہ ایک طرف تو وہ قرآن مجید میں یہ آیات تلاوت کرتے ہیں: وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی۔ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔(۳۰) ”قسم ہے روشن ستارے کی جب وہ زمین پر اترا۔ تمہارے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آقا نہ کبھی گمراہ ہوئے اور بے راہ چلے اور وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے۔ ان کا فرمانا صرف وحی سے ہوتا ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔'' اور یہ آیت بھی پڑھتے ہیں قُلْ مَایَکُوْنُ لِیْ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِیْ۔ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ۔ (۳۱) ''مجھے حق نہیں کہ میں اپنی طرف سے قرآن کو بدل دوں میں صرف اس کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی کی جاتی ہے۔'' ان آیات کو پڑھنے کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کی طرف یہ بھی منسوب کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے قرآن مجید پہنچاتے ہوئے اس میں اور کلمات ملا دیئے۔ (۳۲) علامہ ابن حیان اندلسیؒ کے نقطہ نظر کے مطابق قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ معصوم ہیں اور کوئی بات اپنی خواہش نفس سے نہیں کرتے اس لیے اس بات پر قطعاً کوئی امکان نہیں کہ انہوں نے اس قسم کے کفریہ کلمات کو وحی الٰہی کے ساتھ ملا دیا ہو۔ اس لیے یہ تمام روایات باطل ہیں اور ان کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔

علامہ اسماعیل بن عمر بن کثیرؒ (م ۷۷۴ھ) بھی ان مفسرین میں شامل ہیں جنھوں نے قصہ غرانیق کو ماننے سے انکار کیا اور سختی سے اس کی تردید بھی ابن کثیر کے مطابق قصہ غرانیق کی روایت ہر سند سے مرسل ہے۔ کسی صحیح سند سے مسند مروی نہیں۔ (۳۳) وہ مزید لکھتے ہیں کہ امام بغویؒ نے اپنی تفسیر میں ابن عباسؓ کے قول سے اور محمد بن کعب القرظیؒ کے قول سے روایات کا ایک مجموعہ روایت کیا ہے۔ پھر اس نے یہاں پر ایک سوال قائم کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عصمت کی ضمانت اللہ کی طرف سے تھی تو اس قسم کا واقعہ کیونکر پیش آ گیا؟ پھر امام بغویؒ نے لوگوں کے کئی سوال نقل کئے ہیں جن میں سے لطیف ترین یہ ہے کہ شیطان نے یہ بات مشرکوں کے کانوں میں ڈالی اور انہوں نے یہ سمجھا کہ رسول اللہ کی طرف سے ہے حالانکہ نفس الامر میں ایسا نہ تھا یہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے نہ تھی بلکہ شیطان کی طرف سے تھی۔ (۳۴)

امام ابن کثیرؒ نے ابن ابی حاتمؒ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ جب ''سورۃ نجم'' نازل ہوئی اس وقت مشرکین کہہ رہے تھے کہ اگر یہ شخص ہمارے معبودوں کا اچھے لفظوں میں ذکر کرے تو ہم اسے اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑ دیں مگر اس کا تو یہ حال ہے کہ یہود و نصاریٰ اور جو لوگ اس کے دینی مخالف ہیں ان سب سے زیادہ گالیوں اور برائی سے ہمارے معبودوں کا ذکر کرتا ہے اس وقت حضور ﷺ پر اور آپ ﷺ کے اصحاب پر سخت مصائب توڑے جا رہے تھے۔ آپ ﷺ کو ان کی ہدایت کا لالچ تھا جب سورۃ نجم کی تلاوت آپ ﷺ نے شروع کی اور ولا الانثی تک پڑھا تو شیطان نے بتوں کے ذکر کے وقت یہ کلمات ڈال دیئے۔ الغرانیق العلٰی وان شفاعتھن ترتجی یہ شیطان کے الفاظ تھے جو اس نے ہر مشرک کے دل میں ڈال دیئے اور ایک ایک کو یاد ہو گئے۔ یہاں تک کہ یہ مشہور ہو گیا کہ حضرت محمد ﷺ اپنے پہلے دین کی طرف لوٹ آئے ہیں اور جب رسول اللہ ﷺ نے سورہ نجم کے خاتمے پر سجدہ کیا تو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سارے مسلمان اور مشرکین بھی سجدے میں گر پڑے ہاں ولید بن مغیرہ چونکہ بہت ہی بوڑھا تھا اس لیے اس نے ایک مٹھی مٹی کی بھر کر اونچی لے جا کر اس کو اپنے ماتھے پر لگا لیا اب ہر ایک کو تعجب معلوم ہونے لگا کیونکہ حضور ﷺ کے ساتھ دونوں فریق سجدے میں شامل تھے۔ مسلمانوں کو تعجب تھا کہ یہ لوگ ایمان تو لائے نہیں پھر ہمارے ساتھ حضور ﷺ کے سجدے پر سجدہ انہوں نے کیسے کیا؟

شیطان نے جو الفاظ مشرکوں کے کانوں میں پھونکے تھے وہ مسلمانوں نے سنے ہی نہیں تھے ادھر ان کے دل کھل رہے تھے کیونکہ شیطان نے اس طرح آواز میں آواز ملائی کہ مشرکین اس میں کوئی تمیز نہیں کر سکتے تھے۔ وہ سب کو اسی پر پکا کر چکا تھا کہ خود حضور ﷺ نے اسی سورت کی ان دونوں آیتوں کو تلاوت فرمایا ہے۔ پس دراصل مشرکین کا سجدہ اپنے بتوں کو تھا شیطان نے اس واقعہ کو اتنا پھیلا دیا کہ مہاجرین حبشہ کے کانوں میں بھی پہنچا۔ عثمان بن مطعون اور ان کے ساتھیوں نے جب سنا کہ اہل مکہ مسلمان ہو گئے ہیں بلکہ انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور ولید بن مغیرہ سجدہ نہ کر سکا تو اس نے مٹی کی ایک مٹھی اٹھا کر اسی پر سر ٹکا لیا اور مسلمان اب پورے امن اور اطمینان سے ہیں تو انہوں نے وہاں سے واپسی ٹھانی اور خوشی خوشی مکے پہنچے ان کے پہنچنے سے پہلے شیطان کے ان الفاظ کی قلعی کھل چکی تھی اللہ نے ان الفاظ کو ہٹا دیا اور اپنا کلام محفوظ کر دیا تھا۔ یہاں مشرکین کی آتش عداوت اور بھڑک اٹھی تھی اور انہوں نے مسلمانوں پر نئے مصائب کے بادل برسانے شروع کر دیئے تھے۔ یہ روایت بھی مرسل ہے۔(۳۵)

امام ابن کثیرؒ مزید لکھتے ہیں کہ امام بیہقیؒ کی کتاب دلائل النبوہ میں بھی روایت ہے اور امام محمد بن اسحٰقؒ بھی اسے اپنی سیرت میں لائے ہیں لیکن یہ سندیں مرسلات اور منقطعات ہیں۔(۳۶) وہ مزید تحریر کرتے ہیں کہ امام بغویؒ نے اپنی تفسیر میں یہ سب کچھ حضرت ابن عباسؓ وغیرہ کے کلام سے اسی طرح کی روایتیں وارد کی ہیں پھر خود ہی ایک سوال وارد کیا ہے کہ جب رسول کریم ﷺ کی عصمت کا محافظ خود اللہ تعالیٰ ہے تو ایسی بات کیسے واقع ہوئی۔ پھر بہت سے جواب دیتے ہیں جن میں ایک لطیف جواب یہ بھی ہے کہ شیطان نے یہ الفاظ لوگوں کو کانوں میں ڈالے اور ان کے دل میں وہم ڈالا کہ یہ الفاظ حضور کے منہ سے نکلے ہیں۔ حقیقت میں ایسا نہ تھا یہ صرف شیطانی حرکت تھی نہ کہ رسول اللہ ﷺ کی آواز۔(۳۷) ان دلائل کی بنیاد پر امام ابن کثیرؒ قصہ غرانیق کی تردید کرتے ہیں۔

قرون وسطیٰ کے ایک اور محدث حافظ بدرالدین عینیؒ قصہ غرانیق کے ضمن میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے نقطہ نظر کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قاضی عیاضؒ اور قاضی ابن العربیؒ نے اس روایت کو رد کیا ہے اور یہی چیز نبی کریم ﷺ کی جلالت قدر اور عظمت شان کے لائق ہے کیونکہ ان کلمات کفریہ کے جاری ہونے سے آپ کی زبان کی عصمت، نزاہت اور براءت دلائل کثیرہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ آپ ﷺ اسی چیز سے بری ہیں کہ آپ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے قلب یا زبان پر اس قسم کی کوئی چیز جاری ہو یا شیطان کا آپ پر تسلط ہو یا آپ اللہ تعالیٰ کی طرف غلط بات کی عملاً یا سہواً نسبت کریں۔ یہ دلائل عقلیہ اور نقلیہ محال ہے اور اگر بالفرض ایسا ہوتا تو بہت سے مسلمان مرتد ہو جاتے اور یہ منقول نہیں ہے نیز اگر ایسا ہوتا تو صحابہ سے یہ امر مخفی نہ رہتا۔(۳۸)

ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ بعض مفسرین نے اس روایت کو نقل کیا ہے لیکن صحیح نہیں ہے اور یہ جو روایت میں ہے کہ مشرکین نے اس لیے سجدہ کیا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے باطل خداؤں کی تعریف کی تھی یہ باطل قول ہے اور زندیقوں کا گھڑا ہوا ہے۔ قصہ غرانیق چونکہ ایک متنازعہ واقعہ ہے اور یہ جھوٹی روایات سے تعبیر شدہ ایک افسانہ ہے۔اس قصہ کو عقلی اور نقلی طور پر جاننے کیلئے اس کی پرکھ ضروری ہے۔(۳۹)

متاخرین علماء میں سے علامہ شہاب الدین محمود آلوسی حنفیؒ (م ۱۲۷۰ھ) نے اپنی تفسیر روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی میں علامہ آلوسیؒ نے قصہ غرانیق پر بحث کی ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اور شیخ ابراہیم کورانیؒ نے اس روایت کی جس قدر تاویلات بیان کی ہیں سب کو چن چن کر رد کیا ہے۔ اس بحث میں انہوں نے شیخ ابو منصور ماتریدیؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ شیطان نے اپنے زندیق اور بے دین چیلوں کے دلوں میں تلک الغرانیق کا وسوسہ ڈالا ہے تا کہ وہ ضعیف مسلمانوں کو دین کے بارے میں شک وشبہ میں مبتلا کریں حالانکہ بارگاہ رسالت پناہ اس قسم کی خرافات سے بری ہے۔(۴۰)

۱۷۔ نتائج بحث:

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قرون وسطیٰ کے علماء قصۂ غرانیق کی تردید تین وجوہات کی بنیاد پر کرتے ہیں۔ یہ قصہ سند، متن اور علم العقائد کی رو سے درست نہیں ہے۔اس کی سند غیر متصل ہے اور راوی ثقہ نہیں جیسا کہ تفصیل سے بحث کی جا چکی ہے۔ جہاں تک متن کا تعلق ہے اس میں بھی کئی ایک خامیاں ہیں۔کسی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ پر اُونگھ طاری ہوگئی کسی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ کے دل میں کوئی خیال پیدا ہوا اور بھول کر آپ ﷺ نے یہ الفاظ کہہ دیئے۔(۴۱)

وہ علماء جو قصہ غرانیق کو روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ غرانیق کے الفاظ کی ادائیگی کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر یہ آیت نازل کی جو سورۃ بنی اسرائیل میں ہے:

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۔وَاِذًا لَّا تَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا۔ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا۔ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا۔(۴۲)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور انہوں نے پختہ ارادہ کیا کہ وہ آپ کو رنجیدہ کر دیں اس سے جو ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے تا کہ آپ بہتان باندھ کر (منسوب کریں) ہماری طرف اس کے علاوہ تو اس صورت میں وہ آپ کو اپنا گہرا دوست بنالیں گے اور اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ رکھا ہوتا آپ ضرور مائل ہو جاتے ان کی طرف کچھ نہ کچھ۔ تو اس وقت ہم آپ چکھاتے دوگنا عذاب دنیا میں اور دوگنا عذاب موت کے بعد پھر آپ نہ پاتے اپنے لئے ہمارے مقابلہ میں کوئی مددگار''

حالانکہ یہ آیات اس فتنے کا انکار کر رہی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے کہ کفار مکہ نے آپ کو مبتلائے فتنہ کرنے کا تہیہ کر رکھا تھا اور اگر اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو ثبات اور استقامت عطا نہ فرماتا تو قریب تھا کہ آپ ان کی طرف مائل ہو جاتے اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو محفوظ رکھا۔ آپ ﷺ کو استقامت عطا فرمائی گویا یہ آیات اعلان کر رہی ہیں کہ خدائی حفاظت کے سبب کفار کی باتوں کی طرف مائل ہو جانا تو دور کی بات ہے آپ تو اس کی طرف مائل ہونے کے قریب بھی نہ گئے۔

تیسرا اہم نقطہ یہ ہے کہ بحیثیت مسلم اس واقعہ پر یقین رکھنا جائز نہیں۔ علم العقائد کے اصولوں کے مطابق اللہ کے نبی ﷺ اور رسول ﷺ عام زندگی میں شیطان کی حیلہ سازیوں سے محفوظ ہوتے ہیں اور کار نبوت میں تو بدرجہ اولیٰ معصوم ہوتے ہیں۔ اللہ اپنے انبیاء و رسل کی شرح صدر کرتا ہے اور وہ منصب رسالت و نبوت پر فائز اس وقت کئے جاتے ہیں جب شیطان کی زد اور دسترس سے ماوراء ہو چکے ہوتے ہیں۔ نبی کی زبان پر وحی کے دوران کوئی لفظ ایسا ادا نہیں ہو سکتا جو اللہ کا کلام نہ ہو۔ اگر اس مقام کو سہو یا غفلت کی حقیقت سے قبول کر لیا جائے تو دین کی ساری بنیادیں ہل جاتی ہیں۔ پیغمبر خدا اور عام آدمی میں وہ عالم دین ہو کہ ولی کامل یہ فرق ہے کہ غیر نبی کو شیطان غفلت میں ورغلا سکتا ہے لیکن نبی کے قریب نہیں بھٹک سکتا۔ پس نبی کی زبان صرف اللہ کے اختیار میں ہوتی ہے وہ جاگتا ہو کہ سو رہا ہو کوئی نامناسب لفظ اس کی زبان پر آ ہی نہیں سکتا۔ اگر ایسی وحی جہاں کہا گیا اللہ کا رسول اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتا صرف وہی کہتا ہے جو اللہ اس پر نازل کرتا ہے۔ تلاوت کی جائے اور اس کے فوراً بعد وہ نجس بتوں کی شفاعت کا جملہ کہہ دے تو ذرا سوچو پھر دین کہاں رہا۔

اس بات پر اجماع امت ہے کہ انبیاء کرامؑ شیطان کے بہکاوے سے محفوظ اور معصوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت کیلئے کافی ہے۔ شیطان نہ تو ان کے جسم کو تکلیف پہنچا سکتا ہے نہ ان کے دل میں وسوسہ ڈال کر ان پر غالب آ سکتا ہے۔ حضور ﷺ کو جو طریقہ ابلاغ تھا اس کے بارے میں بھی امت متفق ہے کہ آپ ﷺ اس اعتبار سے بھی معصوم تھے کہ آپ ﷺ نے کبھی بھی کسی ایسی بات کی خبر نہیں دی جو خلاف واقع ہو نہ قصداً نہ سہواً نہ غلطاً۔ عملاً تو خلاف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

واقع ہو کہنا بالکل ہی درست نہیں کیونکہ اس بات پر تو معجزہ کی دلیل قائم ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے رسول نے جو کچھ فرمایا وہ برحق ہے۔(۴۳) نبی کریم ﷺ جس طرح اپنے اعمال میں معصوم تھے اسی طرح اقوال میں بھی معصوم تھے اور شریعت کے پہنچانے میں آپ ﷺ نے کوئی بھی خلاف واقع بات نہیں فرمائی۔ جہاں تک ان علماء کا تعلق ہے جنھوں نے اس واقعہ کو اپنی کتب میں نقل کیا اور اس کو درست قرار دیا وہ اس واقعہ کی سند کو درست قرار دیتے ہیں اور ان کے نزدیک کثرت طرق سے اس واقعہ کا بیان اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ واقعہ ظہور پذیر ہوا ہے۔ وہ اس واقعہ کو عصمت انبیاء کے مخالف نہیں سمجھتے کیونکہ ان کے ہاں مسلمہ عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے گناہ کبیرہ کے صدور سے معصوم ہیں لیکن بحیثیت انسان اس بات کا امکان ہے کہ سبقت لسانی کے باعث یہ الفاظ آپ ﷺ سے سرزد ہو گئے تاہم جیسے ہی آپ کو اس امر کا شعور ہوا آپ نے اس سے برأت کا اظہار کیا۔

اس بحث سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ قصہ غرانیق کے اثبات اور تردید کے دلائل کا مصدر قرون وسطیٰ کے مسلم علماء کی تحریروں میں موجود ہیں۔ عصر حاضر میں ہونے والی ساری بحثوں کا دارومدار بھی قرون وسطیٰ کی تحریریں ہیں۔ وہ علماء جو اس کی تردید کرتے ہیں ان کے ہاں نبی کریم ﷺ کی ذات میں ماورائیت کا عنصر غالب ہے جبکہ دوسرے طبقے کے ہاں بشری تقاضوں کی وجہ سے انبیاء سے غلطی کے صدور کا امکان موجود ہے۔ لیکن وہ نہ غلطی پر اصرار کرتے ہیں اور نہ ہی امور نبوت ادا کرنے میں کسی قسم کی غفلت برتتے ہیں۔ اس لحاظ سے وہ معصوم ہیں اور قصہ غرانیق سے نبی کریم ﷺ کا اظہار برأت آپ ﷺ کی عصمت کی غمازی کرتا ہے۔ یہ تحقیقی مضمون قصہ غرانیق اور قرون وسطیٰ میں اس کی ہونے والی علمی تعبیرات کی تفہیم کے حوالے سے اہم معلومات فراہم کرتا ہے ان کو بنیاد بنا کر مستقبل میں قصہ غرانیق کے حوالے سے نہ صرف قصہ غرانیق پر ہونے والی عصری مباحث کو سمجھا جا سکتا ہے بلکہ مستشرقین کی آراء کا بھی بہتر طریقے سے مطالعہ اور تجزیہ کیا جا سکتا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) عصرِ حاضر میں سلمان رشدی نے اپنے ناول "The Stanic Verses" میں ان روایات کو ڈرامائی انداز میں بیان کیا ہے جس کی وجہ سے ''قصہ غرانیق'' عوامی حلقوں کی توجہ کا مرکز بن گیا۔ مسلمانوں کی پیغمبر اسلام ﷺ کے ساتھ ایک جذباتی وابستگی اور تعلق خاطر ہے۔ قصہ غرانیق کی روایات یقیناً ان کیلئے ناقابل تسلیم اور ناقابل فہم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہیں جن کی بنیاد پر انھوں نے سلمان رشدی کی مذمت کی اور اس کے خلاف پر روز احتجاج کیا۔

Salman Rushdie, The Satanic Verses (London: Vintage Books, 1988)

(۲) النجم: ۱۹۔۲۰

(۳) الحج: ۵۲

(۴) السیوطیؒ، جلال الدین، علامہ، الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور، (بیروت: دارالاحیاء التراث، ۱۴۲۱ھ) ص ۶۴۔۶۱، ج ۶

(۵) ھیثمیؒ، ابی بکر، نورالدین، کشف الاستار عن زوائد البزاز، (طبع بیروت: س ن) ص ۷۲، ج ۲

(6) Shahab Ahmad, Ibn Taymiyyah and the Stanic Verses, Studia Islamica, No.87 (Maisonneuve & Larose 1998), p.70

(7) Shahab Ahmad, Ibn Taymiyyah and the Stanic Verses, p.72

(۸) ابن تیمیہؒ، امام، الکلام علی دعوۃ ذی النون، در کتاب مجموعہ فتاوی شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیر الحرانی، تحقیق: اسماعیل بن السید ابراہیم الکاتب الحسنی السلفی الازھری (قاھرہ: مکتبہ کردستان العلمیہ، ۱۹۰۸/ ۱۳۲۶) ص ۳۰۳۔۲۵۶، ج ۲

(۹) البغدادیؒ، القاضی ابویعلی الفراء محمد بن حسین، کتاب المعتمد فی اصول الدین، تحقیق: ودیع زیداں حلاد (بیروت: دارالمشرق، ۱۹۷۴ء) ص ۲۴۷

(۱۰) احمد بن حمدانؒ، امام، نہایۃ المبتدی فی اصول الدین، (مخطوطہ، لندن، برٹش میوزیم) DR. 11581, F.18 شہاب احمد، ص ۸۸

(۱۱) السمعانیؒ، تفسیر القرآن، (مخطوطہ، قاہرہ: دارالکتب)، ۱۳۶، ص ۸۴ ب

(۱۲) الزمخشریؒ، امام، الکشاف عن حقائق التنزیل، (بیروت: دارالمعرفہ، س ن) ص ۳۷، ج ۲

(۱۳) بنی اسرائیل: ۷۳۔۷۵

(۱۴) الحج: ۵۲

(۱۵) الطبریؒ، محمد بن جریر، ابی جعفر، تاریخ طبری (سیرت النبیؐ)، (کراچی: نفیس اکیڈمی، ۱۹۹۸ء)، ص ۱۰۴

(۱۶) العسقلانیؒ، ابن حجر، شہاب الدین، فتح الباری، (بیروت: دارالنشر، ۱۳۷۹ھ)، ص ۴۳۹، ج ۸

(۱۷) السیوطیؒ، جلال الدین، علامہ، الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور، (بیروت: دارالاحیاء التراث، ۱۴۲۱ھ)، ص ۶۴۔۶۱

(۱۸) القرآن، الحج: ۵۲

(۱۹) الازہریؒ، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء النبی ﷺ، (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۳۹۹ھ)، ص ۶۲۳، ج ۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۲۰) بیہقیؒ، احمد بن حسین، بن علی بن موسیٰ، ابو بکر، دلائل النبوۃ، (مکہ مکرمہ: مکتبہ دارلباز، ۱۴۲۰ھ)،ص۴۷
(21) Shahab Ahmad, Ibn Taymiyyah and the Stanic Verses, p.76
(۲۲) عیاضؒ، قاضی، ابوالفضل، الشفاء بتعریف حقوق مصطفی ﷺ، مترجم سید محمد متین ہاشمی، (گوجرانوالہ: انجمن اصلاح المسلمین، ۱۹۸۳ء)،ص۱۰۵، ج۲
(۲۳) رازیؒ، فخر الدین، امام، مفاتیح الغیب، (بیروت: دارالفکر۱۴۰۵ھ)ص۳۳۸-۳۳۷، ج۸
(۲۴) ابن العربیؒ، علامہ، احکام القرآن، (بیروت: دارالفکر، ۱۴۰۵ھ)ص۱۳۰۰-۱۳۰۹، ج۳
(۲۵) بنی اسرائیل:۷۳-۷۴
(۲۶) القرطبیؒ، علامہ، الجامع الاحکام القرآن، (بیروت: دارالفکر، ۱۴۰۵ھ)ج۱۲،ص۸۴
(۲۷) بنی اسرائیل:۶۵
(۲۸) حم السجدۃ:۴۲
(۲۹) النسفیؒ، علامہ، مدارك التنزیل واسرار تاویل، (پشاور: س ن)،ص۳۱۳، ج۳
(۳۰) النجم:۱-۴
(۳۱) یونس:۱۵
(۳۲) الغرناطیؒ، اندلسی، ابوحیان، علامہ، البحر المحیط، (بیروت: دارالفکر، ۱۴۲۱ھ)ص۵۲۶، ج۷
(۳۳) ابن کثیرؒ، اسماعیل بن عمر، تفسیر قرآن العظیم، (کراچی: کتب آرام باغ، س ن)ص۶۸، ج۳
(۳۴) ایضاً،ص۶۹، ج۳
(۳۵) ایضاً،ص۷۰، ج۳
(۳۶) ایضاً،ص۷۰، ج۳
(۳۷) ایضاً،ص۷۰، ج۳
(۳۸) عینیؒ، بدرالدین، علامہ، عمدۃ القاری، (مصر: ادارۃ الطباعۃ المنیریہ، ۱۴۲۱ھ)،ص۶۶، ج۹
(۳۹) القاریؒ، ملاعلی، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، (ملتان: مکتبہ امدایہ، ۱۳۹۲ھ)ص۳۳، ج۳
(۴۰) آلوسیؒ، شہاب الدین محمود، علامہ، روح المعانی، (بیروت: دارالفکر، ۱۴۲۱ھ)،ص۲۶۴-۲۷۶، ج۱۷
(۴۱) السیوطیؒ، الدارالمنثور،ص۶۱-۶۴
(۴۲) بنی اسرائیل:۷۳-۷۵
(۴۳) عیاضؒ، قاضی، الشفاء،ص۱۸۵، ج۲

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

© rasailojaraid.com